فیوض الرحمٰن

از مترجم

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ

تالیف

صاحبزادہ علامہ محمد فیاض احمد اویسی دامت برکاتہم

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

تفسیر روح البیان کا اُردو ترجمہ فیوض الرحمن
اور مترجم فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ

تفسیر روح البیان:-(یہ تفسیر گیارہویں صدی ہجری میں قسطنطنیہ میں لکھی گئی) حضرت علامہ الشیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن مجید کے ۳۰ پاروں کی مستند "تفسیر روح البیان" کا "فیوض الرحمن" کے نام سے اُردو ترجمہ حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء) نے فرمایا۔ آپ نے ترجمے کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں کیا اور اختتام ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء میں ہوا (یعنی چوالیس سال کی ایک لمبی مدت صرف ہوئی) اس دوران ہزاروں کتب ورسائل بھی تصنیف ہوئے۔ یہ تفسیر بحمدہ تعالیٰ اصول وضوابط اور قوانینِ تفسیر کے عین مطابق ہے۔

مکتبہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور سے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ مکتبہ غوثیہ کراچی نے یہ تفسیر کئی بار شائع کی۔ ہندوستان دہلی سے رضوی کتاب گھر نے جدید انداز سے 12 جلدوں میں شائع کی۔

تفسیر (صوفیانہ) فیوض الرحمن اُردو ترجمہ روح البیان۔ اس تفسیر میں عالمانہ اور صوفیانہ رنگ ایک ساتھ ہے حضور مفسرِ اعظم پاکستان فیض ملت قدس سرہٗ نے تقریباً چوالیس سال کے عرصہ میں اس تفسیر کو عربی سے اُردو ترجمہ فرما کر ثابت فرمایا کہ تصوف کو اسلام کے مُتصادِم (غیر موافق) قرار دینے والوں کو عقل کا علاج کرانا چاہیے کیونکہ قرآن پاک کو صوفیاء کرام نے جس طرح سے سمجھا اور پھر جس سَہَل (آسان) انداز میں سمجھایا وہ انہیں کا حصہ ہے۔

حضور فیض ملت مفسرِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ نے تفسیر روح البیان کا اُردو ترجمہ فرما کر صوفیاء کرام کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کا خوب رد فرمایا۔

آپ تفسیر فیوض الرحمن کے ابتدائیہ میں تحریر فرماتے ہیں، "فقیر کو عرصہ سے ایک جامع تفسیر تحریر کرنے کا شوق دامن گیر تھا۔ روح البیان کا مطالعہ نصیب ہوا تو اس نے میرے شوقِ سابق کے خوابیدہ تصورات کو بیدار کیا۔ وہی کچھ ملا جو میں تفاسیر شتیٰ سے چاہتا تھا کہ لغت بھی رہے، حدیث بھی اور تفسیر بھی۔ اہلِ ظواہر بھی فائدہ اُٹھائیں، اہلِ تصوف بھی مستفید ہوں، محققین بھی اس سے استفادہ فرمائیں اور مبتدی حضرات بھی۔ جس طرح مدرسین کی نظروں میں منظور ہو اسی طرح اور مشکل ترین فن کو اپنائے۔ لیکن فضلِ ایزدی پر اُمید رکھ کر روح البیان کے ترجمہ کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں کیا اور اختتام ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء میں ہوا (یعنی چوالیس سال کی ایک لمبی مدت صرف ہوئی)۔ اس دوران ہزاروں کتب و رسائل بھی تصنیف ہوئے۔ یہ تفسیر بحمدہٖ تعالیٰ اُصول و ضوابط اور قوانینِ تفسیر کے عین مطابق ہے اور مخالفین حضرات اسے محض اس لیے غیر معتبر گردانتے (سمجھتے) ہیں کہ صاحبِ روح البیان نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صوفیاء کرام میں سیدنا ابن العربی اور حضرت مولانا روم قدس سرہما کا مسلک پیش کیا ہے۔ یہی ہمارا مدعا ہے اور مخالفین کے لیے موت اور سَمِ (زہر) قاتل ہے۔ تفسیر ابنِ کثیر نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ اس کا مطالعہ عقائدہ و مسائلِ احناف کے لئے مُضِر (نقصان دہ) بھی ہے اور مودودی کی تفسیر "تفہیم القرآن" تو ماڈرن دین کا نمونہ ہے۔ اس کے مصنف نے اسلام کا رخ مدینہ منورہ کی بجائے امریکہ و انگلینڈ کی طرف موڑنا چاہا تھا۔ جب کہ روح البیان کا مطالعہ عقائدِ اہلسنت و مسائلِ احناف کو جلا بخشے گا اور حضرت مولانا روم و عارف باللہ سیدنا ابن العربی قدس سرہما کے عارفانہ کلام سے ارواح کو تازگی بخشے گا۔ (واضح رہے کہ روح البیان میں بکثرت جگہ جگہ عارفانہ و صوفیانہ عربی و فارسی کے اشعار مع ترجمہ مستعمل ہیں جو مولانا روم، ابن العربی جامی، سعدی اور حافظ شیرازی رحمہم اللہ وغیرہ کے کلام سے لیے گئے ہیں۔ ان اشعار کی مدد سے فہم القرآن میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں آیاتِ الٰہیہ کی عالمانہ تفسیر کے علاوہ صوفیانہ تفسیر بھی ساتھ ساتھ پیش کی گئی ہے۔)

اس تفسیر کے متعلق انڈیا کے قلم کار عالم دین مبارک حسین مصباحی ایم اے (اعظم گڈھ انڈیا) کے تاثرات ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں۔

فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان، ایک فکر انگیز تاثراتی اور تنقیدی جائزہ

(مبارک حسین مصباحی۔ایم۔اے)

قرآن عظیم علوم وفنون کا بَحرِ زَخّار(وہ سمندر جس کی تھاہ نہ ہو) ہے اس میں کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا علم ہے۔ غَوّاصانِ فکر وفن (کے ماہر)، علم وحکمت کے اس موجزن سمندر سے موتی چن چن کر نگار خانہ مطالعہ سجاتے رہتے ہیں اور فکر وبصیرت کی آنکھیں خیرہ ہوتی رہتی ہیں اَہلِ علم وتفسیر ہزاروں دستاویزی تفاسیر لکھ کر بھی یہ دعوٰی نہیں کرسکتے کہ ہم نے قرآنِ عظیم کے تمام حقائق ومعارف کا حاصل کرلیا بلکہ بڑے بڑے کَجکُلاہان فکر وفن اپنی کوتاہ دَستی (کنجوسی) اور تنگ دامانی کا شکوہ کرتے رہے سچ ہے

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

عربی اور فارسی میں تو قرآنی علوم وفنون اور مستند ومبسوط تفاسیر کا یقینا بڑا اہم سرمایہ ہے۔ صدیوں کے دامن پر پھیلے ہوئے ہزاروں مفسرین کے حیرت انگیز مطالعہ وجستجو کے کتب تفاسیر کے انبار لگادیئے ہیں ان گرانقدر تصانیف کا تعارف تو بڑی بات ہے صرف فہرستِ کُتب تیار کردی جائے تو دفاتر بن جائیں لیکن اب بفضلہ تعالیٰ اُردو کا دامن بھی کافی مالامال نظر آرہاہے اور اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ مقبول اور مستند ترجمہ تفسیر کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان ہے یہ ترجمہ وتفسیر ہر سال لاکھوں لاکھ کی تعداد میں شائع ہورہے ہیں۔ مقام حیرت ومسرت ہے کہ اس وقت صرف انڈیا میں بیس بڑے دیوبندی ناشر کنزالایمان مع خزائن العرفان کو شائع کررہے ہیں اور ان میں بھی اکثر مختلف انداز اور مختلف طباعتی معیار میں جب کہ اہلسنت وجماعت کے ناشر مَزید بَرآں (اس کے علاوہ) ہیں۔۔۔۔۔ یہ ترجمہ امام احمد رضا بریلوی کا ہے اور تفسیر صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی۔ اُردو کی مفصل تفسیروں میں حسبِ ذیل خاصی مقبول مشہور ہیں تفسیرِ نعیمی (۱۶ جلدیں) از حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، تفسیر ضیا القرآن (۵ جلدیں) از علامہ پیر کرم شاہ ازہری، تفسیر الحسنات (۵ جلدیں) از علامہ ابوالحسنات (پاکستان)۔ عربی کی جن بلند پایہ تفاسیر کا دانش گاہوں اور مذہبی درسگاہوں میں شہرہ ہے ان میں ایک نام تفسیر روح البیان کا بھی ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ گذشتہ دنوں پاکستان کے عظیم محقق ومصنف حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی صاحب نے اس کا اُردو ترجمہ مکمل کردیاہے۔ موصوف مترجم پوری اُردودنیا کی جانب سے بہ ہزار اِمتِنان وتَشکُّر (احسان) کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے علمی مردانگی اور فلک پَیما (بہت بلندی تک پہنچنے والا) عَزم واِستقِلال (ثابت قدمی) کا مظاہرہ کرکے عربی زبان کا گرانقدر سرمایہ اُردو کی میز پر لاکر رکھ دیا۔ یہ ترجمہ "فیوض الرحمن" کے نام سے شائع ہوا ہے اس کی جلدوں کی تفصیل حسب ذیل ہے جو پاکستان کے مکتبہ اُویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور سے شائع ہوچکی ہیں۔

جلد	پارہ	جلد	پارہ	جلد	پارہ	جلد	پارہ
۱	۱،۲	۲	۳،۴	۳	۵	۴	۶،۷،۸
۵	۹،۱۰	۶	۱۱،۱۲	۷	۱۳،۱۴	۸	۱۵،۱۶
۹	۱۷،۱۸	۱۰	۱۹،۲۰	۱۱	۲۱	۱۲	۲۲
۱۳	۲۳،۲۴	۱۴	۲۵،۲۶	۱۵	۲۷،۲۸	۱۶	۲۹،۳۰

ہندوستان کے مشہور پبلشر مکتبہ نعیمیہ دہلی نے ان ضخیم جلدوں کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایاہے۔ پہلی جلد منظر عام پر بھی آچکی ہے۔ اس اشاعتی ادارہ کے بانی ومہتمم حضرت مولانا محمد یامین نعیمی صاحب نے اپنے بھرپور حسنِ اہتمام کے ساتھ اس کی اشاعت فرمائی ہے، موصوف جلد ہی باقی جلدوں کی اشاعت کا

ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ تفسیر گیارہویں صدی ہجری میں قسطنطنیہ میں لکھی گئی۔بقول مصنف اس کے دفتر کا آغاز ۲۴ شعبان ۱۱۰۲ھ میں شہر بروسہ میں ہوا

تفسیر "روح البیان" کے مصنف حضرت علامہ شیخ اسمٰعیل حقی اپنے عہد کے بلند پایہ علامہ، یگانہ روزگار محقق، عظیم مفسر اور مُتَصَلِّب (سختی سے کاربند رہنے والے) حنفی مسلک کے حامل تھے۔اور تصوف میں حضرت مولانا روم اور شیخ ابن عربی رحمھما اللہ کے نظریات سے حد درجہ متاثر تھے۔ان کی شخصیت علم و درایت کی دو آتشہ تھی۔ وہ عالم بھی تھے، عارف بھی، زاہد بھی تھے، عاشق بھی، میدانِ فکر و قلم کے شَہ سَوار (ماہر) بھی تھے اور عبدِ شب زندہ دار بھی، ماہرِ شریعت بھی تھے اور رَمزِ آشنائے طَرِیْقَت (شریعت کو قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کی کیفیت) بھی اور شریعت و طریقت کی یہ ہم آہنگی اُن کی شخصیت سے لے کر فکر تک اور زبان سے لے کر قلم تک تھی اور دو آتشہ کی موجوں سے اُن کی یہ تفسیری بھی جَل تَھل (بحر وبر) ہے۔وہ آیاتِ قرآنی کے ذیل میں پہلے عالمانہ تفسیر رقم کرتے ہیں اور پھر صوفیانہ تفسیر اس طرح قاری کے دل و دماغ دونوں کی سیرابی ہوتی چلی جاتی ہے اور کہیں کہیں تو وہ اس قدر عارفانہ گفتگو فرماتے ہیں کہ قاری کے دل و دماغ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔اور اندازِ تحقیق اور اسلوبِ بیان اتنا دلنشین مؤثر اور معلومات افزا ہے کہ دورانِ مطالعہ نگاہوں سے پردے اُٹھتے چلے جاتے ہیں، نت نئے جلوے آتے چلے جاتے ہیں۔اور مطالعہ کی پیاسی کھیتوں میں علم و حکمت اور شریعت و معرفت کی موسلادھار بارش ہونے لگی ہے۔اور مختصر یہ کہ اس میں الفاظ کی لغوی عُقْدَہ کُشائی (مشکل حل کرنا) بھی ہے اور نحوی اور صرفی مباحث بھی، تفقہ کا رنگ بھی ہے اور تحقیق کا چوکھا پن (خالص ہونا) بھی، تفسیر بالقرآن بھی اور تفسیر بالحدیث بھی، مستند نقلی روایات بھی ہیں اور عقلی دلائل کا انبار بھی، تفہیم معارف کے لیے فارسی اشعار بھی ہیں اور عبرت آموز حکایات بھی گویا کہ یہ علوم و معارف کا ایک انتہائی دل آویز اور ایمان افروز چمن ہے جس میں ہر رنگ اور ہر خوشبو کے پھول کھلے ہیں اس گلستان کی سیر کرنے والوں کا کہنا ہے کہ کوئی خوش عقیدہ اس طرف سے اگر ایک بار بھی گزر جائے تو زندگی بھر اس کے دل و دماغ سے اس کی عطر بیز (عطر میں مُعَطَّر) خوشبوؤں کا کَیف (سُرور) ختم نہیں ہوتا۔ یہ تفسیر مخالفینِ اہلسنت کے بالاخونوں (بڑوں کی نظر) میں بھی اپنی دھمک اور آن رکھتی ہے۔اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

مولوی صدیق حسن خاں (مشہور غیر مقلد) اپنی کتاب "اکسیر فی اصول التفسیر" میں رقم طراز ہیں۔

روح البيان في تفسير القرآن للشيخ العارف الكامل الشيخ اسمعيل حقى آفندى الخ وهو في ستة مجلدات لم يذكره في كشف الظنون هذا الزمان بمصر القاهرة يحتوي على معارف وحقائق على لسان التصوف [1]

(اکسیر فی اصول التفسیر، ص۸۲)

یعنی تفسیر روح البیان عارف باللہ شیخ کامل کی تصنیف ہے۔ یہ چھ جلدوں میں ہے لیکن کشف الظنون میں اس کا تذکرہ نہیں یہ اس وقت مصر قاہرہ میں چھپی ہے۔ یہ تفسیر تصوف کے پَیرایہ (طرز) میں معارف و حقائق کا ذخیرہ ہے۔

اس تفسیر روح البیان میں تفسیرِ عالمانہ کے ساتھ، تفسیرِ صوفیانہ کا بھی بھرپور اہتمام ہے اور اس کی یہی خصوصیت اسے دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ آج ہمارے مسلم دانشور اور جدید نئے اسلام کا مطالعہ اسلام چشمن مستشرقین اور مغربی مفکرین کے حوالے سے کر رہے ہیں اور علماء حق کے وہ تمام معمولات و نظریات جو چودہ سو برس سے مسلسل چلے آرہے ہیں یا جو تحقیقاتِ قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی سرچشموں کو سامنے رکھ کر

---

[1]) (اکسیر فی اصول التفسیر لصدیق حسن البھوپالي، باب الراء المهملة، ص82)

مدارس اور اسلامی دانش کدوں میں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں انہیں فَرسُودگی (بوسیدگی، پراناپن) اور بنیاد پرستی کا معمہ (الجھاہوامسئلہ) کہہ کر زبان و قلم سے نظر انداز کیا جارہاہے، فکری دیوالیہ پن کی دَین ہے کہ آج نام نہاد مسلم دانشوروں نے تصوف وروحانیت کے خلاف قلمی اور لسانی جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسی پسِ منظر کے دباؤمیں اس قسم کے روشن خیالوں کا ایک طبقہ "تفسیر روح البیان" کو غیر مستند تشریحات وروایات کا ذخیرہ کہہ کر تفاسیر کے مستند مآخذ کی فہرست میں شامل کرنے سے پس وپیش کر رہاہے۔ لیکن یہ انسانی دل و دماغ کا وہ کوڑھ ہے جس کا علاج کسی یونیورسٹی میں نہیں خانقاہ میں ہو سکتاہے۔ کسی فلسفی کے جبائے میں نہیں کسی عارف باللہ کی نگاہ کیمیا (مرشدِ کامل کی نظر) کا اثر درکار ہے۔ اس وقت میرے قلم کا یہ مستقل موضوع نہیں ورنہ میں بے شمار دلائل و شواہد کی روشنی سے ان کے تاریک دلوں کو جگمگادیتااور یہ تابناک حقائق ان کے حلق سے اُتار دیتا کہ تصوف اسلام و شریعت سے کوئی علیحدہ چیز نہیں بلکہ شریعت مانگ ہے اور طریقت اس کا جوہر ہے۔ شریعت ایک تاج محل ہے اور طریقت اس کا حسنِ جہاں آراء ہے۔ ہاں اگر صوفیا کے ایسے اقوال ہوں جو اُصولِ شریعت اور قرآن کی مستند تشریحات سے متضاد ہوں تو ایک لمحہ کے لیے بھی قابلِ اعتبار نہیں ہوں گے۔ حضرت علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "اربابِ سلوک کے قلوب باطنی ریاضتوں کی وجہ سے منور ہوتے ہیں، اُن پر تجلیاتِ غیبیہ کا دور ہوتا ہے تو گاہِ بگاہے اُن کی زبان سے آیاتِ کلام اللہ کی تشریح میں کچھ ایسے لطائف اور معارف جاری ہوتے ہیں۔ یہ باطنی اشارات کلام اللہ کے اس مفہوم اور مدلول قطعی بر قرار رکھتے ہوئے معتبر ہوں گے جو اُصولِ شریعت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تفسیر سے ثابت ہے۔ اس لئے اگر اربابِ تصوف سے کوئی ایسی چیز منقول ہو جس سے ظاہر احکام لازم ہوتا ہو تو ہر گز مقبول اور عارفین کے بیان کردہ نکات کلام اللہ کو اس کے ظاہر مفہوم سے متغیر کرنا نہیں ہے۔ اس لیے کہ آیت کا ظاہری مفہوم تو وہی مراد ہوتا ہے۔ جس پر آیت ناطق ہے، اس کے بعد یہ غرائب محض رموز و اشارات اور باطنی تفہیم ہوتے ہیں۔[2] (بحوالہ مفتاح السعادۃ، ج۱، ص ۴۲۲)

مترجم جماعتِ اہلسنت کے عظیم مصنف اور صاحبِ فیض بزرگ ہیں۔ ان کے فکر و قلم میں بڑی برکت ہے ان کا اشہب قلم جب صفحاتِ قرطاس پر دوڑتا ہے تو دفتر کے دفتر بھرتے چلے جاتے ہیں، اندازِ بیاں انتہائی سادہ، عام فہم اور عالمانہ ہے جو کچھ مطالعہ کی میز پر آتا ہے صاف دلی سے بیان کرتے جاتے ہیں۔ مگر کتابوں میں حوالوں کا التزام بھرپور نظر آتا ہے۔ بدمذہبی کے خلاف ہمیشہ قرطاس و قلم کے تیر و کمان سنبھالے رہتے ہیں۔ ادبی چونچلوں اور الفاظ کی بازیگری سے اُن کی تحریریں بالکل محفوظ نظر آتی ہیں۔ کتابوں کے موضوعات میں فکری مربوطیت کا عدم توازن بھی ہم جیسے قارئین کے لئے بارِ خاطر (ناگوار) ہوتا ہے۔ مگر "از دل ریزد دل خیزد" کا جلوہ ہر جگہ نظر آتا ہے۔ یہ ایک سچائی ہے کہ اس وقت ہندوپاک کی سب سے کثیر التصانیف شخصیت کا نام علامہ محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ ہے۔ اُن کی سرپرستی میں ماہنامہ "فیضِ عالم" بھی جاری ہے جو بہاول پور پاکستان سے جون ۱۹۸۹ء سے اب تک پوری پابندی سے نکل رہاہے۔ یہ خوشخبری جماعتِ اہلسنت کے لئے یقینا قابلِ فخر ہے کہ علامہ موصوف کی اب تک تقریباً ۱۰۰۰ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مزید بر آں آپ نے حدائقِ بخشش کی ۲۵ جلدوں میں انتہائی مبسوط شرح لکھی ہے۔ جس کی دس جلدیں اب تک زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ اور صدائے نوی شرح اُردو

---

[2] (تفسير الألوسي روح المعاني، سورة المائدة: الآيات 82 إلى 96، 32/4، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ 1994 م)

(مفتاح السعادہ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، علم تفسیر القرآن 423/1، الطبعۃ الاولی، دائرۃ المعارف النظامیۃ بحیدرآباد دکن الھند بادارۃ امیر الحسن النعمانی مدیر المطبعۃ کان اللہ لہ)

مثنوی معنوی ۱۷ جلدوں میں مکمل فرمائی ہے اس کی پانچ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ان کے برق بار قلم کا فیضان پورے جاہ و جلال کے ساتھ جاری ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ان کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین

علامہ فیض احمد اُویسی رضوی اور ان کا اردو ترجمہ روح البیان

از حضرت علامہ محمد سراج الدین شریفی 98 مغل پوری سہسرام، بہار (انڈیا)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے شہزادۂ اکبر مولانا حامد رضا خاں قادری کے خلیفہ و شاگرد اور خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید و جلیل محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید و جمیل اور ان کے علمی وروحانی جانشین اور مذکورہ علمائے عظام کے واسطوں سے حضرت فاضل بریلوی سے فیض یافتہ اور اُن کے اَفکار (خیالات) و نظریات کے مبلغ و مشتہر رئیس التحریر و ملک المصنفین علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی کی شخصیت نے اب دنیائے سنیت کی جو عظیم قلمی خدمات انجام دی ہیں وہ مثالی اور قابلِ تقلیدِ نمونہ علم ہے۔ ان کی خدمات ممتاز ہی نہیں بلکہ بے نظیر بھی ہے۔ افسوس کہ اتنی قد آور شخصیت اور روشن ستارے کی روشنی و شہ پاروں (فنون لطیفہ یا کسی اور فن کے بہترین اور اعلیٰ نمونہ) سے ہندوستان کے سنی محروم رہے ہیں اور اُن کے تحریری نَوادِرات (عجائبات) سے خاطر خواہ فائدہ نہیں حاصل کر سکے۔ جب کہ علماء و فضلاء حضرات اُن کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے اب تک ہزاروں کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں سے ایک ہزار سے زائد زیورِ طبع سے آراستہ بھی ہو چکے ہیں۔ اس وقت وہ دنیائے اسلام و سنیت کی قرطاس و قلم کے شہنشاہ زمانہ ہیں۔ عالمی سطح پر ان کی جو انفرادی و ممتاز پہچان بنی اس کے پیچھے انکی دو قلمی نوادرات ہیں اول "فیوض الرحمن" اُردو ترجمہ "تفسیر روح البیان" ہے جو پندرہ مجلدات پر مشتمل اور ہر جلد تقریباً ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ فاضلِ مترجم نے تفسیرِ مذکورہ کے ترجمہ کے ساتھ ہی قرآنِ عظیم کا اُردو ترجمہ بھی پیش کر دیا ہے اور اس طرح تراجمِ قرآن کی دنیا میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ دوم "حدائقِ بخشش" کی اُردو شرح ہے جو پچیس مجلدات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہر جلد پانچ سو صفحات سے زائد کی ہے۔ خوش قسمتی ہے آج یہ دونوں قیمتی شاہکار نقوشِ طباعت کے مراحل سے گزر کر مقبولِ عام و خاص ہو چکے ہیں۔

ہمارے ممدوح علامہ اویسی صاحب مدظلہ العالی کی نسبت اُن کی قلمی وارفتگی و انہماک اور تحریری برق رفتاری کے متعلق مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اکادمی العالمی کراچی کے سولھویں یادگاری مجلہ میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کے حوالے سے جو ایک مختصر نوٹ شامل کیا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ "اُویسی صاحب نے اس زمانہ میں سب سے زیادہ کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں اور اُن کی خصوصیت و انفرادیت اس معنی میں بھی ہے کہ وہ لکھتے لکھتے تھکتے نہیں بلکہ مزید فرحت و اِنبساط (خوشی) محسوس کرتے ہیں۔ بلاشبہ اردوداں طبقہ کے لیے مذکورہ ترجمہ و تفسیر روح البیان ایک تحفہ عظیم ہی نہیں بلکہ اسلامی علم و معلومات کا گنجینہ خزینہ ہے۔ جناب مترجم نے اپنے ابتدائیہ میں جہاں ایک طرف علمِ تفسیر کی عظمت و اہمیت پر بہت جامع روشنی ڈالی ہے تو دوسری طرف باطل نظریات پر مبنی تفسیر، تفسیر ابنِ کثیر کی نقاب کشائی اور بُطلان (تکذیب) بھی کیا ہے۔ یہاں مجھے عربی کی مشہور و مقبول ترین تفسیر "روح البیان" کا اُردو ترجمہ بنام "فیوض الرحمن" پر بات کرنی ہے۔ یہ ترجمہ سب سے پہلے پاکستان میں جزوی طور پر مکتبہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے تحت ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا مگر ہندوستان میں اسے سب سے پہلے مکمل طور پر رضوی کتاب گھر دہلی اور کتب خانہ برکاتیہ ہبلی نے مُشتَرک (ایسے لفظ جس کے کئی معنی ہو، عام جزئی) بنیاد پر شائع کیا ہے۔ سالِ اشاعت ۱۹۹۹ء ہے۔ ان دونوں ناشرین نے اسے شائع کر کے اور اسے پورے ملک میں پھیلا کر ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس

کے لیے یہ ادارے عوامِ اہلسنت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مذکورہ ترجمہ سے علماء و عوام طلباء مدرسین سبھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق مستفید ہو سکتے ہیں۔ ان کی زبان آسان اور عام فہم ہے۔ اس لیے عوامی افادیت کے اعتبار سے حضرت مترجم کا ایک بہت مفید و موزوں کارنامہ ہے۔ مترجم موصوف نے ترجمہ سے پہلے ابتدائیہ کے تحت سببِ تالیفِ ترجمہ پر اپنا اظہارِ خیال اس طرح کیا ہے "ناکارہ و آوارہ ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ عرض پرداز ہے کہ فقیر نے زمانہ طالب علمی میں اپنے اکابرِ اہلسنت سے تفسیر روح البیان کا بہت غلغلہ سنا تھا۔ مخالفینِ اہلسنت نے اِسے ضعیف و غیر متعبر گردانا۔ تحصیل علوم و تکمیل فنون کے بعد ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء میں اپنے گاؤں حامد آباد ضلع رحیم یار خاں میں تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گیا انہی دنوں تفسیر ابنِ کثیر کا اُردو ترجمہ شائع ہوا۔ عوام میں یہ تاثر پیدا کر دیا گیا کہ یہ زمانہ قدیم کی معتبر تفسیر ہے۔ حالانکہ ابنِ کثیر ابنِ تیمیہ کا شاگرد اور اس کے مذہب و مسلک کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگانے والا اور خارجی مذہب و مسلک کا پیروکار تھا۔ اس نے تفسیر ابنِ کثیر میں اہلسنت کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ یہ تفسیر اہلسنت و جماعت کے عقائد کے بھی خلاف ہے اور مسلکِ حنفیت کے بھی آگے چل کر حضرت مترجم حضرت فاضل بریلوی کی نسبت اپنی عقیدت و محبت کا نذرانہ نچھاور کرتے ہوئے اپنی نیاز مندی کا ثبوت اس طرح دیتے ہوئے نظر آتے ہیں فقیر نے (روح البیان کے) ترجمہ میں کسی قسم کی ترمیم یا اضافہ نہیں کیا۔ محض اس نیت سے کہ عوام تفسیر کے مطالعے کے بعد خود اس نتیجہ پر پہنچیں اور سمجھیں کہ گیارہویں صدی ہجری میں عقائد و مسائل یہی تھے جن کی امام اہلسنت مجددِ دین وملت شیخ الاسلام و المسلمین سیدنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے چودھویں صدی ہجری میں ترجمانی کی ہے۔

اس سے پہلے حضرت اُویسی صاحب تحریر فرماتے ہیں، فقیر کو عرصہ سے ایک جامع تفسیر تحریر کرنے کا شوق دامن گیر تھا۔ روح البیان کا مطالعہ نصیب ہوا تو اس نے میرے شوقِ سابق کے خوابیدہ تصورات کو بیدار کیا۔ وہی کچھ ملا جو میں تفاسیر شتیٰ سے چاہتا تھا کہ لغت بھی رہے، حدیث بھی اور تفسیر بھی۔ اَہلِ ظواہر بھی فائدہ اٹھائیں، اَہلِ تصوف بھی مستفید ہوں، محققین بھی اس سے اِستفادہ فرمائیں اور مبتدی حضرات بھی۔ جس طرح مدرسین کی نظروں میں منظور ہو اُسی طرح اور مشکل ترین فن کو اپنائے۔ لیکن فضلِ ایزدی پر اُمید رکھ کر روح البیان کے ترجمہ کا آغاز یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں کیا اور اختتام ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء میں ہوا (یعنی چوالیس سال کی ایک لمبی مدت صرف ہوئی) اس دوران ہزاروں کتب و رسائل بھی تصنیف ہوئے۔ یہ تفسیر بحمدہٖ تعالیٰ اُصول وضوابط اور قوانینِ تفسیر کے عین مطابق ہے اور مخالفین حضرات اسے محض اس لیے غیر معتبر گردانتے ہیں کہ صاحبِ روح البیان نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور صوفیاء کرام میں سیدنا ابن العربی اور حضرت مولانا روم قدس سرہما کے مسلک کو پیش کیا ہے۔ یہی ہمارا مدعا ہے اور مخالفین کے لیے موت اور سمِ (زہر) قاتل ہے۔ تفسیر ابنِ کثیر نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ اس کا مطالعہ عقائد و مسائلِ احناف کے لئے مضر بھی ہے اور (مودودی کی) تفسیر "تفہیم القرآن" تو ماڈرن دین کا نمونہ ہے۔ اس کے مصنف نے اسلام کا رخ مدینہ منورہ کی بجائے امریکہ و انگلینڈ کی طرف موڑنا چاہا تھا۔ جب کہ روح البیان کا مطالعہ عقائدِ اہلسنت و مسائلِ احناف کو جلا بخشے گا اور حضرت مولانا روم و عارف باللہ سیدنا ابن العربی قدس سرہما کے عارفانہ کلام سے ارواح کو تازگی بخشے گا۔

(واضح رہے کہ روح البیان میں بکثرت جگہ جگہ عارفانہ و صوفیانہ عربی و فارسی کے اشعار مع ترجمہ مستعمل ہیں۔ جو مولانا روم، ابن العربی جامی، سعدی اور حافظ شیرازی رحمہم اللہ وغیرہ کے کلام سے لیے گئے ہیں۔ ان اشعار کی مدد سے فہم القرآن میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں آیات الٰہیہ کی عالمانہ تفسیر کے علاوہ صوفیانہ تفسیر بھی ساتھ ساتھ پیش کی گئی ہے۔)

مترجم ممدوح کے مطابق کتاب "اتقان" میں علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے پندرہ علوم وفنون میں مہارت تامہ کی شرط لگائی ہے اور لکھا ہے کہ جو شخص ان پندرہ علوم وفنون میں سے کسی ایک میں بھی ناقص ہو تو اُسے قرآنِ مجید کی تفسیر کرنے کا حق نہیں۔ بعض دیگر مفسرین نے پچیس علوم وفنون کی شرط لگائی ہے۔ مذکورہ پندرہ علوم فنون کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ لغتِ عربیہ علم النحو، علم الصرف، علم الاشقاق، علم المعانی،

علم البیان، علم البداع، علم القرآت، قواعدِ شریعہ، اُصولِ فقہ، علم اسباب النزول، علم ناسخ و منسوخ، فقہ، علم الحدیث اور علم الموہبہ۔ افسوس کہ آج کل بعض حضرات معمولی عربی گرامر (Grammar) جاننے اور اُردو کی دوچار کتابیں پڑھنے کے بعد قرآنِ مجید کی تفسیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں تفسیرِ قرآن کی کوئی قدر نہیں رہی بلکہ معاملہ اُلٹا ہو گیا کہ تحقیقی تفاسیر کو ضعیف اور غیر تحقیقی کو قوی سمجھا جارہا ہے مثلاً تفسیر ابنِ کثیر کا اُردو ترجمہ عوام کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ اور تفہیم القرآن کے مقابلے میں تمام سابقہ تفاسیر کو ہیچ (بے اصل) ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایسے ہی سابقہ تفاسیر میں تفسیرِ کبیر بلند پایہ سہی مگر شرائطِ مذکورہ سے یکسر خالی ہے اس لیے علمائے کرام نے فرمایاکہ تفسیرِ کبیر میں تفسیر کے سواسب کچھ ہے۔ یعنی امام رازی علیہ الرحمہ نے اپنی اس مشہور تفسیر میں بہترین مضامین لکھے مگر تفسیری مضامین سے یکسر خالی، ایسے ہی تفسیر ابنِ جریر کو علمائے کرام نے اُم التفاسیر کا لقب دیا مگر وہ بھی شرائطِ مذکورہ پر پوری نہیں اُترتی۔ اس طرح آپ مختلف تفاسیر پڑھتے جائیں گے۔ مگر تفسیری شرائط اُن میں بہت کم ملیں گی۔ مگر عوامِ اہلسنت کو یقین رکھنا چاہیے کہ "تفسیر روح البیان" نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اور اُصولِ تفسیر کے عین مطابق ہے۔ قارئینِ کرام نے اب تک روح البیان کا تعارف اور اس کی عظمت و اہمیت نیز اس کی انفرادیت پر حضرت مترجم کا تبصرہ دیکھا اور پڑھا اب خود حضرت مفسر یعنی صاحبِ روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ کے قلم سے اس کی خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: اس تفسیر میں باکثرت وجوہ تفسیر بیان کرنے کے بجائے اختصار کو ملاحظہ رکھ کر آیات کے اصل منشا کو واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ البتہ مفسرین، متقدمین کی معتبر تفاسیر کا خلاصہ ضرور بیان کیا جائے گا۔ اس سے میری تفسیر کو مقبولیت حاصل ہوگی۔ ہر آیت کے تحت مناسب پند و نصائح (نیک مشورے) ضرور بیان کروں گا۔ تاکہ اس سے قلوب کو جلا اور ارواح کو سرور حاصل ہو۔ موقعہ کے مطابق عربی، فارسی کے اشعار بھی لکھوں گا تاکہ دل ان سے روحانی تسکین پائیں۔ جن تفاسیر معتبرہ اور کتب فقہ و احادیث مبارکہ کا حوالہ دوں گا حتی المقدور ان کی اصل عبارت لکھنے کی کوشش کروں گا۔ البتہ کہیں کہیں بوقتِ ضرورت صرف عبارات میں ترمیم و اضافہ کروں گا لیکن مطالب و مقاصد میں حبہ بھر بھی فرق نہیں آنے دوں گا۔ بہت کم ایسے مواقع آئیں گے جہاں میں اپنا نظریہ (بقول الفقیر) پیش کروں گا لیکن وہ بھی بحمدہٖ تعالیٰ کسی شیخِ کامل اور معتبر ولی اللہ کی تقریر کا خلاصہ ہو گا۔" واضح رہے کہ تفسیر روح البیان کی شرح لکھنے کی مدت تئیس سال ہے۔ اور یہی مدت مدت الوحی بھی ہے۔ حضرت مفسر علیہ الرحمہ نے اختتامیہ کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ تفسیر کے سلسلے میں مجھے دور دراز کے علاقوں کے اسفار بھی کرنے پڑے اور بہت مشقت بھی اُٹھانی پڑیں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ تکمیلِ تفسیر پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تئیں (واسطے) اپنی بندگی و غلامی کا والہانہ اظہار اور شکر و احسان مندی کا نذرانہ بھی نچھاور کیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مترجم موصوف نے بھی اپنی دیرینہ (جو پہلے سے اب تک برقرار ہو، سابق) تکمیل خواہش پر اپنے پروانہ وار جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے تمام معاونین کا بھی نام بہ نام شکریہ ادا کیا ہے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیاض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

خادم دار التصنیف حضور فیضِ ملت جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۱۳ء اتوار صبح ۹:۴۵